OPEN ACCESS: Al-Aijaz Research Journal of Islamic Studies & Humanities
ISSN (ONLINE): 2707-1219 & ISSN (PRINT): 2707-1200
http://www.arjish.com

استخارہ:قرآن و سنت کی روشنی میں حقیقت اور معاشرتی غلط فہمیوں کا تنقیدی جائزہ

Istikhara: Its Authentic Foundations in the Quran and Sunnah and a Critical Analysis of Prevailing Misconceptions

Iftikhar Ud Din
M. Phil Scholer (University of Karachi)
Email: Iftikharh3434@gmail.com

Muhammad Adil Ayub
M. Phil Scholer (University of Karachi)
Email: adil.rabta@gmail.com

Received on: 06-10-2025 Accepted on: 10-11-2025

Abstract

Islam is a complete code of life that provides guidance in every aspect of human existence. Although human beings are endowed with intellect and reasoning, they often encounter situations in which making the right decision becomes difficult due to the limitations of their knowledge and understanding. At such times, individuals may experience uncertainty, confusion, and hesitation regarding the best course of action. To address this need, Islamic teachings provide the practice of "Istikhara", a means of seeking guidance and goodness from Allah Almighty. Istikhara is a highly blessed and significant act of Sunnah that reflects a believer's trust, reliance, and confidence in the infinite wisdom of Allah. The Qur'an and the Sunnah emphasize the importance of turning to Allah for guidance in matters where human judgment alone may be insufficient. As a noble Prophetic tradition, Istikhara enables believers to entrust their affairs to Allah and seek His guidance in making decisions that are beneficial for their worldly and spiritual well-being. Through this practice, individuals attain peace of mind, spiritual satisfaction, and confidence that their choices are aligned with divine wisdom. This study examines the concept, significance, objectives, and practical application of Istikhara in the light of the Qur'an and Hadith, highlighting its role in guiding Muslims toward sound and beneficial decisions.

Keywords: Istikhara, Dua e Istikhara, Tawakkul, Quran, Sunnat.

تمہید (Introduction)

اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے جو انسانی زندگی کے ہر شعبے میں رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو عقل و شعور عطا کیا ہے لیکن ساتھ ہی یہ بھی واضح فرما دیا کہ انسانی علم محدود ہے اور غیب کا علم صرف اللہ کے پاس ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

وَمَا تَدۡرِی نَفۡسٌ مَّاذَا تَکۡسِبُ غَدًاؕ وَمَا تَدۡرِی نَفۡسٌۢ بِاَیِّ اَرۡضٍ تَمُوۡتُ

)سورۃ لقمان :۳۴(

"کوئی نفس نہیں جانتا کہ کل کیا کمائے گا، اور کوئی نفس نہیں جانتا کہ کس سرزمین میں مرے گا۔"

انسان کی یہ محدودیت اسے اس بات پر مجبور کرتی ہے کہ وہ اپنے ہر اہم فیصلے میں اس ذات کی طرف رجوع کرے جو علیم و خبیر ہے، جس کے علم سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں۔ یہی وہ بنیادی فلسفہ ہے جس پر استخارہ کی عبادت قائم ہے۔ استخارہ کا عمل صرف ایک دعا نہیں بلکہ بندے کی اپنے رب کے ساتھ گہری وابستگی کا اظہار ہے۔ یہ عمل بتاتا ہے کہ مسلمان اپنے تمام معاملات میں اللہ تعالیٰ کو اپنا وکیل اور راہ نما تسلیم کرتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے استخارہ کو اتنی اہمیت دی کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اسے سورتوں کی طرح یاد کیا۔

اس تحقیقی مقالے میں ہم استخارہ کے مفہوم، اس کی شرعی دلائل، اس کے صحیح طریقے اور معاشرے میں پھیلی ہوئی غلط فہمیوں کا جامع علمی جائزہ لیں گے۔ مقالے کا مقصد نہ صرف علمی معلومات فراہم کرنا ہے بلکہ عوام الناس کو صحیح اسلامی تعلیمات سے روشناس کرانا بھی ہے۔

تحقیق کے مقاصد

استخارے کی قرآن و سنت کی روشنی میں حقیقت واضح کرنا ، فقہی مسائل اور شرائط کو جامع انداز میں پیش کرنا،معاشرے میں پائی جانے والی غلط فہمیوں کا تنقیدی جائزہ لینا ،نفسیاتی اور عقلی پہلو سے استخارے کی معنویت اجاگر کرنا ،علمائے کرام اور تعلیمی اداروں کے لیے سفارشات مرتب کرنا۔

۲۔ ادبی جائزہ(Literature Review)

مستند فقہی کتب میں استخارے کا ذکر بڑی تفصیل سے ملتا ہے، امام نووی رحمہ اللہ نے شرح صحیح مسلم میں استخارے کے مسائل پر سیر حاصل بحث کی ہے، ابن قیم رحمہ اللہ نے اپنی مشہور کتاب زاد المعاد میں استخارے کو توکل کے باب میں تفصیل سے بیان فرمایا اور واضح کیا کہ استخارے کا خواب سے کوئی لازمی تعلق نہیں۔ علامہ ابن عابدین نے رد المحتار میں حنفی فقہ کے اعتبار سے استخارے کے مسائل کو مدون کیا ہے۔

جدید علمی تحقیقات میں ڈاکٹر یوسف القرضاوی نے اپنی کتاب" الفتاویٰ المعاصرۃ "میں استخارے کے جدید مسائل پر روشنی ڈالی ہے۔ پاکستانی علماء میں مفتی تقی عثمانی صاحب نے استخارے کے حوالے سے معاشرتی غلط فہمیوں کی نشاندہی کی ہے۔ نفسیاتی اعتبار سے دیکھا جائے تو استخارہ Positive Psychology کے اس اصول سے ہم آہنگ ہے جس میں کسی بلند تر طاقت پر بھروسہ ذہنی سکون کا ذریعہ بنتا ہے۔

استخارکا لغوی اور اصطلاحی مفہوم

لغوی مفہوم

لفظ" استخارہ "عربی زبان میں باب استفعال سے ہے اور اس کا مادہ" خ ی ر "ہے جس کے معنی" بھلائی "کے ہیں۔ لغت میں استخارہ کا معنی ہے" :خیر کو طلب کرنا "یا" بھلائی مانگنا"۔

امام ابن منظور رحمہ اللہ نے لسان العرب میں لکھا ہے:

"اسْتَخَارَ اللهَ :طَلَبَ مِنْهُ الخِيَرَةَ"

"اللہ سے استخارہ کرنا :اس سے بھلائی اور خیر کو طلب کرنا۔"

ابن الاثیر نے النہایہ میں فرمایا" :اسے استخارہ اس لیے کہا جاتا ہے کیونکہ بندہ اللہ سے خیر کی درخواست کرتا ہے کہ جو فعل میں انجام دینا چاہتا ہوں اس میں میرے لیے بہتری رکھ دے۔[1] "

اصطلاحی مفہوم

فقہ کی اصطلاح میں استخارہ اس عبادت کا نام ہے جس میں مسلمان کسی مباح کام کے بارے میں — جبکہ دو راستوں یا دو اختیارات کے درمیان تردد ہو — دو رکعت نفل نماز پڑھ کر ایک مخصوص دعا کرے اور اللہ تعالیٰ سے یہ التجا کرے کہ جو راستہ میرے دین، دنیا اور آخرت کے لیے بہتر ہو اسے میرے لیے آسان کر دے اور جو نقصاندہ ہو اسے مجھ سے دور فرما دے۔

علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ فتح الباری میں لکھتے ہیں:

"الاستخارة :طلب خيرة الأمر، وهو أن يطلب الله تعالى أن يختار له"

"استخارہ :کسی معاملے میں بہتری کو طلب کرنا ہے، یعنی اللہ سے درخواست کرنا کہ وہ اس کے لیے بہتر چیز کا انتخاب فرمائے۔[2] "

استخارہ اور مشاورت کا فرق

استخارہ اور مشاورت دونوں الگ الگ امور ہیں۔ مشاورت) مشورہ (انسانوں سے لی جاتی ہے جبکہ استخارہ اللہ تعالیٰ سے کیا جاتا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے مشاورت کا بھی حکم دیا ہے:

وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ

(آل عمران :159)

"اور ان سے معاملات میں مشورہ کرو۔"

علماء کرام نے فرمایا کہ بندے کو چاہیے کہ پہلے مشورہ کرے، پھر استخارہ کرے — یا دونوں ساتھ ساتھ کرے۔ استخارہ

عقل اور مشورے کا متبادل نہیں بلکہ ان کی تکمیل ہے۔[3]

استخارہ کی شرعی حیثیت اور دلائل

استخارہ کا شرعی حکم

علماء کرام کا اتفاق ہے کہ استخارہ سنت مؤکدہ ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ استخارہ کا مستحب ہونا ہر مسلمان پر ثابت ہے اور اس میں کوئی اختلاف نہیں۔[4]

امام شافعی، امام احمد، امام مالک اور امام ابو حنیفہ رحمہم اللہ — تمام ائمہ اربعہ کے ہاں استخارہ مستحب ہے۔[5]

قرآنی دلائل

اگرچہ استخارہ کا ذکر صراحت کے ساتھ قرآن مجید میں نہیں آیا، تاہم کئی آیات استخارہ کی روح اور بنیاد کو واضح کرتی ہیں:

پہلی آیت:

وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَيَخْتَارُ۔ (القصص :٦٨)

"اور تیرا رب جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور جو چاہتا ہے اختیار کرتا ہے۔"

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اختیار اور انتخاب کا اصل اختیار اللہ کے پاس ہے، اس لیے ہر اہم معاملے میں اسی سے رہنمائی مانگنی چاہیے۔

دوسری آیت:

وَمَن يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ۔ (الطلاق :٣)

"اور جو اللہ پر توکل کرے تو وہی اس کے لیے کافی ہے۔"

استخارہ توکل علی اللہ کا عملی مظاہرہ ہے — بندہ اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کرتا ہے۔[6]

تیسری آیت:

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ۔ (غافر :٦٠)

"اور تمہارے رب نے فرمایا: مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا۔"

استخارہ بھی ایک دعا ہے اور اللہ نے تمام دعاؤں کی قبولیت کا وعدہ فرمایا ہے۔[7]

احادیث نبویہ

استخارہ پر سب سے اہم اور بنیادی حدیث حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَلِّمُنَا الاسْتِخَارَةَ فِي الأُمُورِ كُلِّهَا كَمَا يُعَلِّمُنَا السُّورَةَ مِنَ الْقُرْآنِ۔

ترجمہ" :رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں تمام معاملات میں استخارہ اس طرح سکھاتے تھے جیسے قرآن کی سورت سکھاتے تھے۔"

(صحیح بخاری، کتاب الدعوات، باب الدعاء عند الاستخارہ، حدیث نمبر :۶۳۸۲؛ صحیح بخاری، کتاب التہجد، حدیث نمبر :۱۱۶۲ [8])

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ استخارہ صرف بڑے فیصلوں تک محدود نہیں، بلکہ استخارہ تمام معاملات کے بارے میں کیا جاسکتا ہے جس میں مسلمان تردد کا شکار ہو اور اس کے لئے کوئی فیصلہ کرنا مشکل ہو، اب چاہے وہ منگنی اور شادی جیسا کوئی اہم معاملہ ہو یا دوست بنانے جیسا معمولی فیصلہ، اسکی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہایت اہتمام کے ساتھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو استخارہ سکھایا کرتے تھے جس طرح قرآن پاک کی کوئی سورت سکھاتے تھے، تاکہ روزمرہ زندگی میں پیش آنے والے معاملات میں ان کی مکمل رہنمائی کی جا سکے اور اللہ تعالیٰ پر ان کا ایمان اور یقین مزید پختہ ہو، اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ان تعلیمات کو ایسے یاد رکھنا جیسے وہ وحی کو یاد رکھتے تھے استخارہ کی اہمیت کو مزید بڑھادیتا ہے۔

دوسری اہم حدیث:

مَنْ سَعَادَةِ ابْنِ آدَمَ اسْتِخَارَتُهُ اللَّهَ

ترجمہ" :ابن آدم کی خوش بختی میں سے ہے کہ وہ اللہ سے استخارہ کرے۔"(مسند احمد، حدیث نمبر :۱۴۴۴؛ المعجم الکبیر للطبرانی)[9]

استخارہ کا مکمل طریقہ

استخارہ ایک مسنون عمل ہے جو نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو ہر اہم معاملے میں کرنے کی تعلیم دی۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں ہر معاملے میں استخارہ اس طرح سکھاتے تھے جیسے قرآن کی سورت سکھاتے تھے۔ (صحیح بخاری، کتاب التہجد، حدیث:1166)

استخارہ کا طریقہ یہ ہے کہ سب سے پہلے انسان اچھی طرح وضو کرے، پھر دو رکعت نفل نماز پڑھے جس کی نیت نماز استخارہ کی ہو۔ پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ الکافرون اور دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ الاخلاص پڑھنا مستحب ہے، تاہم کوئی بھی سورت پڑھی جا سکتی ہے۔

نماز سے سلام پھیرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا اور نبی ﷺ پر درود پڑھ کر یہ مسنون دعا پڑھیں۔ دعا میں جہاں **"هَذَا الأَمْرَ"** آئے وہاں اپنا مقصود کام دل میں یاد کریں یا زبان سے بھی ذکر کر سکتے ہیں۔

دعائے استخارہ :

یہ دعا صحیح بخاری میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت سے ثابت ہے:

اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْتَخِيْرُكَ بِعِلْمِكَ، وَأَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ، وَأَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيْمِ، فَإِنَّكَ تَقْدِرُ وَلاَ أَقْدِرُ، وَتَعْلَمُ وَلاَ أَعْلَمُ، وَأَنْتَ عَلاَّمُ الْغُيُوْبِ. اَللّٰهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هٰذَا الأَمْرَ خَيْرٌ لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَمَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ أَمْرِي, فَاقْدُرْهُ لِيْ وَيَسِّرْهُ لِيْ ثُمَّ بَارِكْ لِيْ فِيْهِ. وَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هٰذَا الأَمْرَ شَرٌّ لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَمَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ أَمْرِيْ, فَاصْرِفْهُ عَنِّيْ وَاصْرِفْنِيْ عَنْهُ، وَاقْدُرْ لِيَ الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ أَرْضِنِيْ بِهِ.

ترجمہ:

"اے اللہ !میں تیرے علم کے ذریعے تجھ سے خیر طلب کرتا ہوں، اور تیری قدرت کے ذریعے قدرت مانگتا ہوں، اور تیرے عظیم فضل کا سوال کرتا ہوں؛ کیونکہ تو قادر ہے اور میں قادر نہیں، تو جانتا ہے اور میں نہیں جانتا، اور تو غیبوں کا خوب جاننے والا ہے۔

اے اللہ !اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام میرے دین، میری دنیا اور میرے انجام کے اعتبار سے میرے لیے بہتر ہے — تو اسے میرے لیے مقدر کر دے، میرے لیے آسان کر دے، پھر اس میں مجھے برکت عطا فرما۔

اور اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام میرے دین، میری دنیا اور میرے انجام کے اعتبار سے میرے لیے برا ہے — تو اسے مجھ سے پھیر دے اور مجھے اس سے پھیر دے، اور میرے لیے جہاں بھی خیر ہو اسے مقدر کر دے، پھر مجھے اس سے راضی فرما دے۔"[10] "

دعا کی فقہی تشریح:

"بِعِلْمِكَ — "اللہ کے علم کا توسل :انسان اپنی جہالت کا اعتراف کرتے ہوئے اللہ کے علم کامل کا واسطہ دیتا ہے۔

"بِقُدْرَتِكَ — "اللہ کی قدرت کا توسل :بندہ اپنی بے بسی کو تسلیم کرتا ہے اور اللہ کی لامحدود قدرت پر یقین رکھتا ہے۔

"فِيْ دِيْنِيْ وَمَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ أَمْرِيْ – "تین جہتوں میں خیر :دین) آخرت(، معاش) دنیا (اور مآل) انجام — (یہ تین جہات انسانی زندگی کو مکمل طور پر محیط ہیں۔[11]

"هٰذَا الأَمْرَ "کے موقع پر :یہاں زبان سے یا دل میں اپنا کام ذکر کیا جائے۔ امام نووی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ یہاں کام کا تعین ضروری ہے۔[12]

استخارہ کے اوقات

استخارہ کسی بھی وقت کیا جا سکتا ہے جب نفل نماز پڑھنی جائز ہو۔ مکروہ اوقات میں(طلوع آفتاب، زوال آفتاب اور غروب کے وقت)استخارہ کی نمازادانہیں کی جاسکتی، کیونکہ ان اوقات میں نفل نماز مکروہ ہے۔[14] البتہ اگر کوئی صرف دعا کرنا چاہے — نماز کے بغیر — تو کسی وقت بھی کر سکتا ہے کیونکہ دعا کا کوئی ممنوع وقت نہیں۔

استخارہ کی تعداد

سنت سے استخارہ کی کوئی مخصوص تعداد ثابت نہیں۔ ایک بار کافی ہے۔ تاہم اگر دل مطمئن نہ ہو تو تین بار تک دہرایا جا سکتا ہے — بعض علماء نے سات بار تک کا ذکر کیا ہے لیکن یہ کوئی شرعی حد نہیں۔[15]

استخارہ کے بعد بندے کو عقل اور تجربے سے کام لینا چاہیے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مشہور حدیث ہے:

اعْقِلْهَا وَتَوَكَّلْ۔

"اونٹ باندھو، پھر توکل کرو۔ "(سنن ترمذی، حدیث نمبر :۲۵۱۷)[16]

یعنی اسباب اختیار کرو اور پھر اللہ پر بھروسہ کرو۔ استخارہ عقل کو ترک کرنے کا نام نہیں۔

استخارہ کی اہمیت اور حکمتیں

استخارہ — سعادت کی علامت

حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مِنْ سَعَادَةِ ابْنِ آدَمَ ثَلاثَةٌ :الاسْتِخَارَةُ وَالرِّضَا بِمَا قَضَى اللَّهُ،وَمِنْ شَقَاوَةِ ابْنِ آدَمَ ثَلاثَةٌ :تَرْكُ الاسْتِخَارَةِ

ترجمہ" :ابن آدم کی سعادت میں سے تین چیزیں ہیں :استخارہ، اللہ کی قضاء پر راضی رہنا ...اور ابن آدم کی بدبختی میں سے ہے :استخارہ کو چھوڑنا۔("مسند احمد؛ المستدرک للحاکم)"[17]

استخارہ کی حکمتیں

پہلی حکمت :عاجزی اور انکساری

استخارہ بندے کو یہ احساس دلاتا ہے کہ وہ علم اور قدرت میں محدود ہے۔ یہ تکبر کے خلاف اور عاجزی کی تربیت ہے۔

دوسری حکمت :اللہ سے تعلق کی مضبوطی

ہر فیصلے میں اللہ کی طرف رجوع کرنا بندے اور رب کے تعلق کو مضبوط کرتا ہے۔ یہ عبادت کی روح ہے۔

تیسری حکمت :پشیمانی سے نجات

جب بندہ استخارہ کے بعد کوئی فیصلہ کرتا ہے تو نتیجہ جو بھی ہو، اسے یقین ہوتا ہے کہ یہ اللہ کا فیصلہ ہے — اس لیے

پشیمانی اور افسوس کم ہوتا ہے۔

چوتھی حکمت :نفسانی خواہشات پر قابو

استخارہ نفسانی خواہشات کے خلاف ایک ڈھال ہے۔ جب بندہ اللہ سے رہنمائی مانگتا ہے تو اپنی خواہشات کو پس پشت ڈال دیتا ہے۔

پانچویں حکمت :فیصلے میں سکون

استخارہ کے بعد دل میں ایک سکون آتا ہے جو عقلی غور و فکر سے ممکن نہیں۔ یہ اللہ کی طرف سے خاص نعمت ہے۔ [18]

استخارہ کے لیے شرائط

فقہاءکرام نے استخارہ کے جائز ہونے کے لیے کچھ شرائط بیان کی ہیں جوکہ درج ذیل ہیں:

۱۔ کام مباح یا مستحب ہو ، فرض، واجب، حرام،اور مکروہ نہ ہو۔

۲۔ بندے کے پاس دو یا زیادہ اختیارات ہوں۔

۳۔ کام میں تردد ہو اور کسی ایک طرف قلبی رجحان نہ ہو

کن امور میں استخارہ کریں

علماء کرام نے لکھا ہے کہ درج ذیل امور میں استخارہ خاص طور پر مستحب ہے:

•نکاح — شادی کا فیصلہ

•تجارت — کاروبار کا آغاز یا اہم سودا

•ہجرت یا سفر — کسی نئ جگہ منتقلی

•ملازمت — نئ نوکری یا تبدیلی کا فیصلہ

•تعلیمی فیصلے — کون سا شعبہ اختیار کریں

•شراکت داری — کسی کے ساتھ کاروباری معاہدہ

•معاشرتی تعلقات — کسی کو قریبی دوست بنانا[19]

کن امور میں استخارہ نہیں

•فرائض و واجبات میں، جیسے: نماز، زکوٰۃ، حج وغیرہ، کیونکہ یہ پہلے سے فرض ہیں، ان میں بندے کو کوئی اختیار نہیں۔

•حرام کاموں میں :گناہ کے لیے استخارہ سراسر جہالت ہے۔

•ایمرجنسی فیصلوں میں :جہاں فوری عمل درکار ہو۔

•جن کاموں کی درستگی بالکل واضح ہو[20]

مروجہ غلط فہمیاں اور ان کا شرعی ازالہ

خواب کا آنا ضروری سمجھنا

غلط فہمی:

ہمارے معاشرے میں بہت سے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ استخارہ کے بعد لازماً کوئی خواب آتا ہے — سبز رنگ خیر کی اور سرخ یا سیاہ رنگ بدی کی علامت ہے۔ جب تک خواب نہ آئے، فیصلہ نہیں کیا جا سکتا۔

شرعی ازالہ:

احادیث میں استخارہ کے بعد خواب دیکھنے کا کوئی ذکر نہیں۔ امام ابن الجوزی رحمہ اللہ اور علامہ ابن قیم رحمہ اللہ نے صراحت سے لکھا ہے کہ استخارہ کا اثر خواب میں نہیں بلکہ دل کے رجحان اور حالات کی آسانی میں ظاہر ہوتا ہے۔ [21]

علامہ ابن قیم جوزیہ رحمہ اللہ" زاد المعاد "میں لکھتے ہیں:

"ليس في الحديث ذكر رؤيا فينبغي للمستخير أن لا يتعلق بها"

"حدیث میں خواب کا کوئی ذکر نہیں، لہٰذا استخارہ کرنے والے کو خواب سے تعلق نہیں رکھنا چاہیے۔[22] "

کسی بزرگ یا عالم سے کروانا

غلط فہمی:

بہت سے لوگ سمجھتے ہیں کہ استخارہ صرف کوئی بڑا عالم، پیر یا صاحب روحانیت ہی کر سکتا ہے۔ وہ خود کرنے کو کافی نہیں سمجھتے۔

شرعی ازالہ:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو استخارہ اس طرح سکھایا کہ ہر ایک خود کر سکے۔ یہ اللہ اور بندے کے درمیان براہِ راست دعا ہے۔ کسی واسطے یا وسیلے کی ضرورت نہیں۔ کسی کے لیے استخارہ کرنا — یعنی دوسرے کی طرف سے — اصلاً ثابت نہیں۔[23]

ہاں، مشورہ کسی بھی قابل اعتماد شخص سے لیا جا سکتا ہے، لیکن وہ استخارہ نہیں۔

سات دن کی مخصوص تعداد

غلط فہمی:

یہ تصور عام ہے کہ استخارہ لازماً سات دن کرنا چاہیے۔ بعض لوگ کہتے ہیں گیارہ دن یا اکیس دن۔

شرعی ازالہ:

صحیح احادیث میں کوئی مخصوص تعداد مقرر نہیں کی گئی۔ علامہ ابن بطال رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ ایک بار کافی ہے، البتہ اگر طمانینت نہ ہو تو دہرایا جا سکتا ہے لیکن کوئی مخصوص عدد شرط نہیں۔[24]

عقل اور مشورے کو چھوڑ دینا

غلط فہمی:

کچھ لوگ سمجھتے ہیں کہ استخارہ کے بعد سوچنا، مشورہ کرنا یا تحقیق کرنا ضروری نہیں — اب سب کچھ اللہ دیکھ لے گا۔

شرعی ازالہ:

استخارہ اسباب کے اختیار کرنے کو ختم نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ نے خود انسان کو عقل دی ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی مشورہ کرتے تھے۔ استخارہ اور مشورہ دونوں ساتھ ساتھ ہونے چاہئیں۔[25]

استخارہ کے بعد کام نہ ہونے کو برا شگون سمجھنا

غلط فہمی:

بعض لوگ اگر استخارہ کے بعد کوئی کام نہ بنے تو پریشان ہو جاتے ہیں اور اسے اپنے لیے منحوس یا برا سمجھتے ہیں۔

شرعی ازالہ:

استخارہ کے بعد کام نہ ہونا اللہ کی طرف سے بہتری ہے۔ دعا کا آخری حصہ یہی کہتا ہے" :اسے مجھ سے پھیر دے اور مجھے اس سے پھیر دے اور میرے لیے جہاں بھی خیر ہو اسے مقدر کر۔ "مؤمن کو چاہیے کہ قضائے الٰہی پر راضی رہے۔[26]

فرائض میں استخارہ کرنا

غلط فہمی:

بعض لوگ نماز پڑھنی چاہیے یا نہیں، روزہ رکھوں یا نہیں — اس میں بھی استخارہ کرتے ہیں۔

شرعی ازالہ:

استخارہ صرف مباح اور جائز امور میں ہوتا ہے جہاں اختیار ہو۔ فرائض پر تو اختیار ہی نہیں، وہ لازماً ادا کرنے ہیں۔ ان میں استخارہ جہل کی علامت ہے۔[27]

استخارہ کو جادو یا روحانی عمل سمجھنا

غلط فہمی:

بعض لوگ استخارہ کو ایک مافوق الفطرت یا جادوئی عمل سمجھتے ہیں جس سے غیب کی خبریں ملتی ہیں اور مستقبل منکشف ہوتا ہے۔

شرعی ازالہ:

استخارہ ایک سادہ دعا ہے جو اللہ سے خیر مانگنے کے لیے ہے۔ اس سے غیب نہیں کھلتا اور نہ مستقبل کا علم ہوتا ہے۔ استخارہ کے ذریعے اللہ کا فضل اور توفیق مانگی جاتی ہے کہ وہ ہمیں بہتر فیصلے کی طرف لے جائے۔[28]

علماء کرام کی آراء اور اقوال

امام نووی رحمہ اللہ

امام نووی رحمہ اللہ) ۶۳۱ — ۶۷۶ھ (نے" شرح المھذب "اور" الاذکار "میں استخارہ پر تفصیلی بحث کی ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

"ينبغي للمستخير بعد الاستخارة أن يفعل ما انشرح صدره له"

"استخارہ کرنے والے کو چاہیے کہ وہ وہی کام کرے جس کے لیے اس کا سینہ کھل جائے) دل راضی ہو جائے(۔ " [29]

علامہ ابن قیم جوزیہ رحمہ اللہ

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ)۶۹۱ — ۷۵۱ھ)"زاد المعاد "میں لکھتے ہیں کہ استخارہ کی روح یہ ہے کہ بندہ اپنی رائے کو اللہ کی رائے کے تابع کر دے اور اپنی پسند کو اللہ کی پسند پر قربان کر دے۔ آپ فرماتے ہیں کہ جو شخص استخارہ کرتا ہے اور پھر ندامت اٹھاتا ہے تو سمجھ لو کہ اس نے استخارہ صحیح طریقے سے نہیں کیا۔[30]

علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ

علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ (۷۷۳ ۸۵۲ھ)"فتح الباری — "جو صحیح بخاری کی سب سے مستند شرح ہے — میں لکھتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے استخارہ کو قرآنی سورتوں کے ساتھ تشبیہ دے کر یہ بتایا کہ یہ بھی وحی کی

طرح واجب الاتباع ہے — یعنی اسے ترک کرنا سنت کی خلاف ورزی ہے۔[31]

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ

شیخ الاسلام رحمہ اللہ) ۶۶۱ — ۷۲۸ھ" (مجموع الفتاوی "میں فرماتے ہیں کہ استخارہ کا تعلق اللہ کی قضاء و قدر پر راضی رہنے سے ہے۔ جو استخارہ کر کے آگے بڑھتا ہے اسے اللہ کی تقدیر پر شکوہ نہیں ہوتا۔[32]

حضرت امام غزالی رحمہ اللہ:

امام غزالی رحمہ اللہ) ۴۵۰ — ۵۰۵ھ" (احیاء علوم الدین) "میں استخارہ کو قلب کی تربیت کا ذریعہ قرار دیتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ استخارہ انسان کو نفسانی خواہشات سے آزاد کر کے الٰہی ارادے کی طرف موڑتا ہے۔[33]

استخارہ اور جدید ذہن — فکری تجزیہ

جدید انسان کی الجھن

آج کا تعلیم یافتہ مسلمان اکثر یہ سوال پوچھتا ہے کہ استخارہ اور سائنسی فیصلہ سازی میں کیا تعلق ہے؟ کیا استخارہ عقلی عمل کو کمزور نہیں کرتا؟

یہ سوال اگرچہ اہم ہے لیکن یہ ایک غلط مفروضہ پر مبنی ہے — کہ ایمان اور عقل ایک دوسرے کے متضاد ہیں۔ حالانکہ اسلام میں عقل اور ایمان بالکل باہم متضاد نہیں۔

نفسیاتی فوائد

جدید نفسیات نے بھی یہ ثابت کیا ہے کہ فیصلہ سازی کے عمل میں جب انسان کسی بڑی ہستی کے سامنے اپنا معاملہ پیش کرتا ہے تو اس کی ذہنی الجھن کم ہوتی ہے اور وہ زیادہ پرسکون ہو کر فیصلہ کرتا ہے۔ استخارہ یہی کام کرتا ہے — بندہ اللہ کے سامنے اپنا معاملہ رکھتا ہے اور پھر مطمئن ہو کر آگے بڑھتا ہے۔

ڈاکٹر اللہ بخش متین، اسلامی نفسیات کے ماہر، لکھتے ہیں کہ استخارہ ایک" قرار دہندہ عمل "ہے جو فرد کو نتیجے کی ذمہ داری سے آزاد کر کے اسے نفسیاتی سکون دیتا ہے۔[34]

استخارہ بمقابلہ توہم پرستی

معاشرے میں استخارہ کے نام پر جو خرافات پھیلی ہوئی ہیں — جیسے رنگ دیکھنا، خواب کا ضروری ہونا، مخصوص اعداد —یہ سب توہم پرستی ہے جو اسلام کی اصل روح سے بالکل مختلف ہے۔

اسلامی علماء نے یہ واضح کیا ہے کہ جو شخص استخارہ کو خرافات اور توہمات سے جوڑتا ہے وہ نہ صرف دین کی خدمت نہیں کرتا بلکہ عوام کو گمراہ کرتا ہے۔[35]

استخارہ — توکل کا عملی مظاہرہ

توکل علی اللہ یعنی اللہ پر بھروسہ کرنا اسلام کا ایک اہم رکن ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

وَعَلَى اللَّهِ فَتَوَكَّلُوا إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ۔ (المائدہ :۲۳)

"اور اللہ پر بھروسہ کرو اگر تم ایمان والے ہو۔"

استخارہ اس توکل کا عملی اظہار ہے جو یہ بتاتا ہے کہ مسلمان اپنی عقل اور تجربے کے باوجود جانتا ہے کہ حقیقی اختیار اللہ کے پاس ہے۔[36]

خلاصہ بحث اور نتائج

اس مقالے میں استخارہ کے ہر پہلو کو جانچنے کے بعد یہ بات واضح ہوئی کہ استخارہ ایک ایسا عمل ہے، جو مستند اور صحیح احادیث سے ثابت ہے، جو صحیح بخاری سمیت کتب حدیث کی اعلیٰ ترین سندوں سے منقول ہے اور اس کی شرعی حیثیت سنت مؤکدہ کی ہے۔ یہ عمل دراصل اللہ پر توکل اور بھروسے کا عملی مظاہرہ ہے اور اس کا مطلب ہر گز یہ نہیں کہ انسان عقل، سوچ بچار اور ظاہری اسباب کو چھوڑ دے، بلکہ استخارہ انہی تمام کوششوں کی تکمیل اور ان پر اللہ کی رہنمائی طلب کرنے کا نام ہے۔ ہمارے معاشرے میں استخارہ کے بارے میں جو غلط فہمیاں عام ہیں، جیسے خواب کا آنا ضروری سمجھنا، کسی بزرگ یا عالم سے کروانا، یا سات دن مسلسل کرنے کی پابندی لگانا، یہ سب بے اصل اور غیر مستند باتیں ہیں جن کی کتب فقہ و حدیث میں کوئی دلیل موجود نہیں۔ استخارہ کا حقیقی اثر کسی غیبی یا جادوئی انکشاف کی صورت میں نہیں بلکہ دل کے اطمینان، فیصلے میں سہولت اور حالات کی آسانی کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے۔ ائمہ اربعہ اور تمام بڑے علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ہر مسلمان خود استخارہ کر سکتا ہے اور اسے کرنا چاہیے، کیونکہ یہ اللہ اور بندے کے درمیان ایک براہِ راست اور ذاتی تعلق کا عمل ہے،

نیز استخارہ — اللہ سے بھلائی مانگنا — ایک مومن کا سب سے خوبصورت عمل ہے۔ یہ عبادت بندے کو یاد دلاتی ہے کہ وہ تنہا نہیں، اس کا رب اس کے ساتھ ہے اور اس کے ہر فیصلے میں شامل ہے۔ آیئے اس سنت کو صحیح طریقے سے زندہ کریں اور غلط فہمیوں کو دور کریں۔

سفارشات

اس تحقیقی مقالے کے نتائج کی روشنی میں ذیل میں سفارشات پیش کی جاتی ہیں تاکہ معاشرے میں استخارہ کے مبارک عمل کی صحیح فہم کو فروغ دیا جا سکے اور اس بابرکت سنت کو غلط فہمیوں سے پاک کر کے اس کی اصل روح بحال کی جا سکے:

1۔دینی تعلیم و تربیت : مساجد، مدارس اور دیگر عصری تعلیمی اداروں میں استخارہ کا صحیح طریقہ اور اس کی شرعی حیثیت باقاعدگی سے پڑھائی جائے۔ علماء کرام کو چاہیے کہ وہ جمعہ کے خطبات اور درسی حلقوں میں اس موضوع پر خصوصی

توجہ دیں تاکہ عوام الناس صحیح احادیث کی روشنی میں یہ سنت ادا کر سکیں اور خود پر انحصار اوراعتماد کر سکیں۔

2۔غلط فہمیوں کا ازالہ :معاشرے میں رائج خرافات — خواب کا لازمی ہونا، رنگوں کی علامت، سات یا گیارہ دن کی پابندی اور کسی بزرگ سے کروانے کا تصور — کے خلاف آگاہی مہم چلائی جائے۔ علماء، ادارے اور ذرائع ابلاغ مل کر ان توہمات کو علمی دلائل کے ذریعے رد کریں اور صحیح شرعی موقف ہر خاص وعام تک پہنچائیں۔

3۔نصابی شمولیت :اسکولوں اور کالجوں کے اسلامیات کے نصاب میں استخارہ کے صحیح مفہوم، طریقے اور دعا کو شامل کیا جائے، نئی نسل کو ابتداء سے ہی اس سنت سے روشناس کرایاجائے تاکہ وہ عملی زندگی میں اسے صحیح طریقے سے استعمال کر سکے۔

4۔ مزید تحقیق :یونیورسٹیوں کےاسلامک ڈیپاٹمنٹ اور تحقیقی اداروں کو چاہیے کہ استخارہ کے نفسیاتی اور معاشرتی اثرات پر جدید علمی تحقیق کو فروغ دیں۔ اس سنت کو عصری تناظر میں پیش کرنے کے لیے اسلامی نفسیات اور علماءمل کر کام کریں۔

5۔عملی رہنمائی :ہر مسلمان کو یہ ذہن نشین کرایا جائے کہ استخارہ عقل، مشورے اور اسباب اختیار کرنے کا متبادل نہیں بلکہ ان سب کی تکمیل ہے۔ استخارہ کے بعد مثبت ذہنی اور قلبی رجحان اور حالات کیحالات سہولت کو بطور اشارہ لینا چاہیے اور اللہ کی قضاء و قدر پر ہر حال میں راضی رہنا چاہیے ۔ کیونکہ یہی مومن کی اصل سعادت ہے۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

حوالہ جات و مصادر

[1]ابن منظور، لسان العرب، مادہ :خ ی ر، جلد ۴، صفحہ ۲۵۷، دار صادر، بیروت؛ ابن الاثیر، النہایہ فی غریب الحدیث، جلد ۲، صفحہ ۹۳، المکتبہ العلمیہ

[2]ابن حجر عسقلانی، فتح الباری شرح صحیح البخاری، کتاب الدعوات، باب الدعاء عند الاستخارہ، جلد ۱۱، صفحہ ۱۸۴، دار المعرفہ، بیروت

[3]ابن قدامہ، المغنی، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الاستخارہ، جلد ۲، صفحہ ۲۳۹، مکتبۃ القاہرہ

[4]نووی، المجموع شرح المہذب، کتاب الصلاۃ، جلد ۴، صفحہ ۵۵۴، دار الفکر، بیروت

[5]ابن رشد، بدایۃ المجتہد ونہایۃ المقتصد، کتاب الصلاۃ، جلد ۱، صفحہ ۱۷۲، دار الحدیث، قاہرہ

[6]قرطبیؒ، الجامع لاحکام القرآن، سورۃ القصص آیت ۶۸، جلد ۱۳، صفحہ ۲۹۹، دار الکتب المصریہ، قاہرہ

[7]رازی، مفاتیح الغیب، سورۃ غافر آیت ۶۰، جلد ۲۷، صفحہ ۵۲۸، دار احیاء التراث العربی، بیروت

[8]بخاری، صحیح البخاری، کتاب الدعوات، باب الدعاء عند الاستخارۃ، حدیث نمبر :۶۳۸۲؛ کتاب التہجد، باب ما جاء فی التطوع مثنی مثنی، حدیث نمبر :۱۱۶۲، دار طوق النجاۃ

[9]احمد بن حنبل، مسند احمد، مسند سعد بن ابی وقاص، حدیث نمبر :۱۴۴۴، جلد ۳، صفحہ ۳۴۴، مؤسسۃ الرسالہ، بیروت؛ المستدرک علی الصحیحین للحاکم، جلد ۱، صفحہ ۶۹۹

[10]بخاری، صحیح البخاری، کتاب التہجد، حدیث نمبر :۱۱۶۲، مع شرح ابن حجر، جلد ۳، صفحہ ۵۵

[11]ابن حجر عسقلانی، فتح الباری، کتاب الدعوات، جلد ۱۱، صفحہ ۱۸۷، تفصیل دعائے استخارہ

[12]نووی، الاذکار، باب صلاۃ الاستخارہ، صفحہ ۱۰۱، دار الفکر

[13]ابن قدامہ، الکافی فی فقہ الامام احمد، جلد ۱، صفحہ ۳۷۵، دار الکتب العلمیہ

[14]ابن عابدین، رد المحتار علی الدر المختار) حاشیہ ابن عابدین(، کتاب الصلاۃ، جلد ۲، صفحہ ۱۶، دار الفکر، بیروت

[15]سبکی، شرح المنہاج، جلد ۱، صفحہ ۴۷۲؛ نووی، المجموع، جلد ۴، صفحہ ۵۵۶

[16]ترمذی، سنن الترمذی، کتاب صفۃ القیامۃ، حدیث نمبر :۲۵۱۷، دار الغرب الاسلامی

[17]احمد، مسند احمد، جلد ۳، صفحہ ۳۴۴؛ حاکم، المستدرک، جلد ۱، صفحہ ۶۹۹، قال الحاکم : صحیح الاسناد

[18]غزالی، احیاء علوم الدین، کتاب اسرار الصلاۃ، جلد ۱، صفحہ ۲۰۸، دار المعرفہ، بیروت

[19]نووی، المجموع، جلد ۴، صفحہ ۵۵۴؛ ابن مفلح، الفروع، جلد ۲، صفحہ ۳۷

[20]ابن قیم جوزیہ، زاد المعاد فی ہدی خیر العباد، جلد ۱، صفحہ ۴۸۵، مؤسسۃ الرسالہ، بیروت

[21]ابن الجوزی، تلبیس ابلیس، صفحہ ۳۱۵؛ ابن قیم، زاد المعاد، جلد ۱، صفحہ ۴۸۸

[22]ابن قیم جوزیہ، زاد المعاد، جلد ۱، صفحہ ۴۸۸، مؤسسۃ الرسالہ

[23]ابن بطال، شرح صحیح البخاری، کتاب الدعوات، جلد ۱۰، صفحہ ۲۰۵، مکتبہ الرشد، ریاض

[24]ابن بطال، شرح صحیح البخاری، جلد ۱۰، صفحہ ۲۰۸

[25]ابن عاشور، التحریر والتنویر، سورۃ آل عمران، آیت ۱۵۹، جلد ۴، صفحہ ۱۷۸

[26]ابن حجر عسقلانی، فتح الباری، جلد ۱۱، صفحہ ۱۸۹

[27]شوکانی، نیل الاوطار، کتاب صلاۃ الاستخارہ، جلد ۳، صفحہ ۸۷، دار الحدیث، قاہرہ

[28]ابن تیمیہ، مجموع الفتاوی، جلد ۱۵، صفحہ ۲۳۱، دار الوفاء، منصورہ

[29]نووی، المجموع شرح المہذب، جلد ۴، صفحہ ۵۵۶؛ الاذکار للنووی، صفحہ ۱۰۲

[30]ابن قیم جوزیہ، زاد المعاد، جلد ۱، صفحہ ۴۸۴ —— ۴۸۹

[31]ابن حجر عسقلانی، فتح الباری، جلد ۱۱، صفحہ ۱۸۴ —— ۱۹۰

[32]ابن تیمیہ، مجموع الفتاوی، جلد ۸، صفحہ ۱۸۲؛ جلد ۱۵، صفحہ ۲۳۱

[33]غزالی، احیاء علوم الدین، کتاب اسرار الصلاۃ، جلد ۱، صفحہ ۲۰۸ —— ۲۱۲

[34]اللہ بخش متین، اسلامی نفسیات، باب :توکل اور فیصلہ سازی، صفحہ ۱۴۵، ادارہ ثقافت اسلامیہ، لاہور، ۲۰۱۵ء

[35]محمد زکریا کاندھلوی، فضائل اعمال، باب فضائل ذکر، صفحہ ۳۴۲؛ مفتی تقی عثمانی، اصلاحی خطبات، جلد ۱۵، صفحہ ۱۱۲

[36]سعدی، تیسیر الکریم الرحمن، سورۃ المائدہ آیت ۲۳، صفحہ ۲۲۸، مؤسسۃ الرسالہ

References

[1] Ibn Manzur, Lisan al-Arab, article: Kh. R., volume 4, page 257, Dar Sader, Beirut. Ibn Al-Atheer, Al-Niha fi Ghareeb Al-Hadith, volume 2, page 93, Al-Maktabah Al-Ilmiyya
[2] Ibn Hajar Asqalani, Fath al-Bari, Sharh Sahih al-Bukhari, Book of Supplications, Chapter on Supplication upon Istikhara, volume 11, page 184, Dar al-Ma'rifa, Beirut.
[3] Ibn Qadamah, Al-Mughni, The Book of Prayer, Chapter on the Istikharah Prayer, Volume 2, Page 239, Al-Qahira Library.
[4] Nawawi, Al-Majmu' Sharh Al-Muhadhdhab, The Book of Prayer, volume 4, page 554, Dar Al-Fikr, Beirut.
[5] Ibn Rushd, The Beginning and End of Al-Mujtahid Al-Muqtasid, The Book of Prayer, Volume 1, Page 172, Dar Al-Hadith, Qahira
[6] Qurtubi, Al-Jami' li Ahkam Al-Qur'an, Surah Al-Qasas, verse 68, volume 13, page 299, Dar Al-Kutub Al-Misriyah, Qahira.
[7] Razi, Mafatih al-Ghayb, Surat Ghafir, verse 60, volume 27, page 578, Dar Ihya' al-Turath al-Arabi, Beirut.
[8] Bukhari, Sahih al-Bukhari, Book of Supplications, Chapter on Supplication upon Istikharah, Hadith No.: 6382; The Book of Tajjud, Chapter on what was mentioned about voluntary work two by two, Hadith No. 1162, Dar Tawq al-Najāt.
[9] Ahmad ibn Hanbal, Musnad Ahmad, Musnad Saad ibn Abi Waqqas, Hadith No. 1444, volume 3, page 344, Founder of the Message, Beirut. Al-Mustadrak Ali Al-Sahihayn by Al-Hakim, volume 1, page 699
[10] Bukhari, Sahih al-Bukhari, Kitab al-Tajjud, Hadith No. 1162, with the explanation of Ibn Hajar, volume 3, page 55.
[11] Ibn Hajar Asqalani, Fath al-Bari, Book of Supplications, volume 11, page 187, details of the supplication of Istikhara.
[12] Nawawi, Al-Adhkar, chapter on Istikharah prayer, page 101, Dar Al-Fikr.
[13] Ibn Qadamah, Al-Kafi fi Fiqh Imam Ahmad, volume 1, page 375, Dar Al-Kutub Al-Ilmiyya.
[14] Ibn Abidin, Radd al-Muhtar Ali al-Durr al-Mukhtar (footnote by Ibn Abidin), The Book of Prayer, volume 2, page 16, Dar al-Fikr, Beirut.
[15] Sabki, Sharh al-Minhaj, volume 1, page 472; Nawawi, Al-Majmu', volume 4, page 556
[16] Tirmidhi, Sunan al-Tirmidhi, Book of the Description of the Resurrection, Hadith No.: 2517, Dar al-Gharb al-Islami.
[17] Ahmad, Musnad Ahmad, volume 3, page 344; Hakim, Al-Mustadrak, volume 1, page 699. Al-Hakim said: The chain of transmission is authentic.
[18] Ghazali, Ihya' Ulum al-Din, Book of Secrets of Prayer, volume 1, page 208, Dar al-Ma'rifah, Beirut.
[19] Nawawi, Al-Majmu', volume 4, page 554; Ibn Muflih, Al-Furu', volume 2, page 37
[20] Ibn Qayyim Jawziyah, Zad al-Ma'ad fi Huda Khair al-Ibad, volume 1, page 485, Foundation of the Message, Beirut.
[21] Ibn al-Jawzi, Talbis Iblis, page 315; Ibn Qayyim, Zad al-Ma'ad, volume 1, page 488
[22] Ibn Qayyim Jawza, Zad al-Ma'ad, volume 1, page 488, Founder of the Message.
[23] Ibn Battal, Explanation of Sahih al-Bukhari, Kitab al-Dawa'at, volume 10, page 205, Al-Rushd Library, Riyadh
[24] Ibn Battal, Sharh Sahih al-Bukhari, volume 10, page 208.
[25] Ibn Ashour, Al-Tahrir wa Al-Tanwir, Surah Al Imran, verse 159, volume 4, page 178.
[26] Ibn Hajar Asqalani, Fath al-Bari, volume 11, page 189.
[27] Shawkani, Nail Al-Awtar, The Book of Istikhara Prayers, volume 3, page 87, Dar Al-Hadith, Cairo.
[28] Ibn Taymiyyah, Majmo' al-Fatawa, volume 15, page 231, Dar al-Wafa', Mansour.
[29] Nawawi, Al-Majmu' Sharh Al-Muhadhdhab, volume 4, page 556; Al-Dhikr by An-Nawawi, page 102

[30] Ibn Qayyim Jawziyah, Zad al-Ma'ad, volume 1, pages 484 - 489
[31] Ibn Hajar Asqalani, Fath al-Bari, volume 11, pages 184-190.
[32] Ibn Taymiyyah, Majmo' al-Fatawa, vol. 8, page 182; Volume 15, page 231
[33] Ghazali, Ihya' Ulum al-Din, Book of Secrets of Prayer, volume 1, pages 208 - 212
[34] Allah Bakhsh Matin, Islamic Psychology, Chapter: Tawakkul Ur Faisalah Sazi, page 145, Islamic Culture Administration, Lahore, 2015.
[35] Muhammad Zakaria Kandhalvi, The Virtues of Deeds, Chapter on the Virtues of Remembrance, page 342; Mufti Taqi Usmani, Islahi Khutbaat, volume 15, page 112
[36] Saadi, Taysir al-Karim al-Rahman, Surat al-Ma'idah, verse 23, page 228, The Foundation of the Message.